أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ

تم اور تمہاری بیویاں راضی خوشی جنت میں داخل ہو جاؤ

جنت میں

رشتہ داروں کا ساتھ

تالیف: ابو اسعد محمد صدیق

قرآن وسنت کے فروغ کیلئے کوشاں

انجینئر طارق مقصود تبسم

مون اسلامک لائبریری، دالوال، فیصل آباد

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	نہایت اہم ذمہ داری	۸
۲	اِجۡتِمَاعُ الۡاَقۡرَبِیۡنَ فِی الۡجَنَّۃِ	۱۴
۳	باقی کس کو کہا؟	۱۶
۴	جنت میں اہل وعیال کا ساتھ	۱۷
۵	جنت عدن کا بیان	۱۸
۶	جنت میں باپ کا ساتھ	۱۸
۷	بیوی خاوند کے ساتھ جنت میں	۲۰
۸	حضرت آسیہ علیہا السلام کی مثال	۲۴
۹	نیک اولاد آباء کے ساتھ	۲۶
۱۰	عورتوں کے لئے خوشخبری	۲۸
۱۱	پسرِ نوح کو ساتھ نہ ملا	۳۰
۱۲	جنت میں فرشتوں کی سلامی	۳۲
۱۳	صبر کی وجہ سے اونچا مرتبہ	۳۳

۱۴	اہل وعیال کی معیت کے لئے فرشتوں کی دعا	۳۴
۱۵	اہل وعیال کو جہنم سے بچانے کا طریقہ	۳۴
۱۶	اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجئے	۳۶
۱۷	حضرت اسماعیل اور داوٗد علیہما السلام کی عادت	۳۷
۱۸	بیوی کے منہ پر پانی کے چھینٹے	۳۸
۱۹	بیوی کی شکایت اور خاوند کی وضاحت	۴۰
۲۰	اِجۡتِمَاعُ الاَحِبَّاءِ فِی الۡجَنَّۃِ	۴۳
۲۱	جنت میں احباب کا ساتھ	۴۴
۲۲	دوستی میں احتیاط	۵۱
۲۳	دو، دوست رب کے سائے تلے	۵۲
۲۴	جنت میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ	۵۶
۲۵	جنت کے بازار میں ساتھ کا سوال	۶۱

ابتدائیہ

نہایت اہم ذمہ داری

اللہ رب العالمین کے آخری نبی رحمۃ للعالمین ﷺ کی نبوت ورسالت عام ہے، کسی ایک ملک یا مخصوص زبان والوں کے لئے نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ عرب و عجم، اسود واحمر کی طرف نبی اور رسول بن کر تشریف لائے۔ لوگوں کو ایمان اور عملِ صالح کی بنیاد پر جنت کی بشارت سُنائی اور جہنم سے ڈرایا، اس سلسلہ میں اپنے قبیلہ وخاندان اور سب جہان والوں کو یکساں طور پر خبردار اور ہوشیار کردیا کہ آخرت میں فوز وفلاح اور کامرانی وکامیابی کا حصول حسب ونسب کی بنیاد پر نہیں بلکہ صالحیت ونیکوکاری کے اصول پر ہوگا۔ لہذا فرمایا:

مَنْ بَطَّأَبِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

"جسے اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا، اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھائے گا۔"

آسمان سے قرآن حکیم نازل ہوا، جس میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو خصوصی حکم دیا کہ:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (سورۃ الشعراء:۲۱۴)

"اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ"

اس حکم کے بعد نبی اکرم ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور **یا صباحاہ** "ہائے صبح کا خطرہ" کہہ کر آواز دی، عرب میں قاعدہ تھا کہ جب صبح سویرے اچانک

حملے کا خطرہ ہوتا تو جس شخص کو بھی اس کا پتہ چل جاتا وہ اسی طرح پکارنا شروع کر دیتا اور لوگ اس کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے دوڑ پڑتے، چنانچہ اس آواز پر سب لوگ گھروں سے نکل آئے، اور جو خود نہ آسکا اس نے اپنی طرف سے کسی کو خبر لانے کے لئے بھیج دیا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

اَرَاَیْتَکُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلاً بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ

بتلاؤ! اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف وادی میں ایک گھڑ سوار لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے تو تم میری بات سچ مانو گے؟

قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْكَ اِلاَّ صِدْقًا

"سب نے کہا ہاں! ہمارے تجربے میں تم کبھی جھوٹ بولنے والے نہیں بلکہ سچ بولنے والے رہے ہو۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: **فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ**

"میں تمہیں سخت عذاب آنے سے پہلے خبردار کرتا ہوں"

اس پر ابولہب نے کہا: **تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا**

"تیرے لئے آج سارا دن ہلاکت ہو، کیا تو نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟"

اس کے جواب میں سورۂ تبت نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿**تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ**﴾ "ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے اور وہ خود ہلاک ہو گیا۔" (بخاری و مسلم)

صحیح بخاری و مسلم کی روایات میں مزید یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ

آیت نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے اپنی اور اپنے دادا کی اولاد کو پکار کر صاف صاف کہہ دیا کہ :

یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ النَّارِ، یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ، یَا صَفِیَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا ، یَامَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَکُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا ، یَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّ یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا

”اے بنو عبد المطلب ! اے بیٹی فاطمہ ! تم لوگ آگ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرلو ، میں تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا، اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی ! میں اللہ کی پکڑ سے تمہیں نہیں بچاسکتا اے قریش کی جماعت ! اپنے آپ کو بچاؤ، میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا، اے چچا عباس! میں تم سے کفایت نہ کرسکوں گا، اے میری بیٹی فاطمہ ! تو دنیا میں میرے مال سے جو چاہے مانگ لے ، لیکن قیامت کے روز (اعمال صالحہ کے بغیر) میں اللہ کی پکڑ سے تجھے نہیں بچاسکتا۔“ (بخاری ، مسلم ،مشکوٰۃ باب فی الانذار والتحذیر)

نبی ﷺ نے ایک روز سب کو کھانے پر جمع کیا۔ یہ سب بنی ہاشم ہی تھے، ان کی تعداد چالیس سے ایک کم یا زیادہ تھی۔ اس روز ابو لہب کی بکواس کی وجہ سے نبی ﷺ کو کلام کا کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ اس لئے دوسری شب پھر انہی کی دعوت کی گئی، جب سب کھانا کھا کے ، دودھ پی کے فارغ ہوگئے ، تب نبی ﷺ نے فرمایا : اے حاضرین ! میں تم سب کے لئے دنیا اور آخرت کی بہبود لے کر آیا ہوں ، اور میں نہیں

جانتا کہ عرب بھر میں کوئی شخص بھی اپنی قوم کے لئے اس سے بہتر اور افضل کوئی شے لایا ہو، مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کو اس کی دعوت دوں، بتاؤ! تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا؟ یہ سُن کر سب کے سب چُپ رہ گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوں" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا! تم اس کی بات مانا کرو اور جو کہا کرے سُنا کرو، یہ فقرہ سُن کر مجمع خوب کھل کھلا کر ہنسا اور ابو طالب سے تمسخر کرنے لگا، دیکھو! محمد نے تمہیں کہہ دیا ہے کہ آج سے تم اپنے فرزند کا حکم مانا کرو۔ (رحمة للعالمين ١ / ٤٨)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات چونکہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ اور عمدہ نمونہ ہیں، لہٰذا امت مسلمہ کے ذمہ دار افراد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال اور قریبی رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیں اور جنت میں دخول کا سبب بننے والے اعمال صالحہ کی طرف ان کو دعوت دیں، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کتنا واضح ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (سورة التحريم : ٦)

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے ہیں۔"

اس آیت میں اہل ایمان کو ان کی ایک نہایت اہم ذمہ داری کی طرف

توجہ دلائی گئی ہے اور وہ ہے ، اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کی اصلاح اور ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام، تاکہ یہ سب جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

اسی ذمہ داری کے احساس نے ہمارے ایک دوست بھائی عبدالقیوم کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ قریبی رشتہ داروں کو وعظ ونصیحت کرے ، جو ایک ہی محلّہ میں اکٹھے زندگی گزار رہے ہیں تاکہ وہ جہنم کی آگ سے بچ جائیں اور جنت میں اسی طرح جمع ہو جائیں۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس سلسلہ میں مجھے کچھ قرآن وسنت اور اسلامی واقعات کی روشنی میں ایک مناسب مضمون لکھ دیں تاکہ میں ایک دعوت کے پروگرام میں ان کو اکٹھا کر کے اس مضمون کے ساتھ ان کو تبلیغ کروں ، میں نے مصروفیت کی بناء پر معذرت کرلی اور اس موضوع پر خطبہ جمعہ پڑھانے کا وعدہ کرلیا۔

خطبہ جمعہ کے بعد بعض خواتین کی طرف سے پیغام ملا کہ یہ خطبہ ہمیں لکھ کر دیں ، اللہ تعالیٰ کا یہ فضل واحسان ہی ہے کہ میری طبیعت یہ چند اوراق لکھنے پر مائل ہو گئی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث سے راہنمائی لے کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین

ابو اسعد محمد صدیق

مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اِجتِماعُ

الأَقرَبِینَ فِی الجَنَّۃِ

قریبی رشتہ داروں

کا

جنّت میں اجتماع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ ربّ العَالَمِین وَالصّلاۃُ وَالسّلامُ علٰی سیّدِ المُرسَلِین اَمّا بعد!

ہر انسان ابتدائے آفرینش سے اُنس پسند اور باہمی محبت واُلفت کا طلب گار ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سُنا کہ : **اَلارواحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنھَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنھَا اخْتَلَفَ** (بخاری ، کتاب الانبیاء ، باب الارواح جنود مجندۃ)

"روحیں فوج کی طرح جمع ہیں ، جن میں وہاں آشنائی ہو گئی ان کے درمیان یہاں اُلفت ہو گی لیکن جو وہاں ایک دوسری سے نا آشنا رہیں وہ یہاں بھی بیگانہ رہیں گی۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مسند ابو یعلی کے حوالہ سے ایک متصل روایت بیان کی ہے اور اس کے شروع میں یہ قصہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :

کَانَتِ امْرَءَۃٌ مَزَّاحَۃٌ بِمَکَّۃَ فَنَزَلَتْ عَلٰی امْرَءَۃٍ مِثْلِھَا فِی الْمَدِیْنَۃِ فَبَلَغَ ذَالِکَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ : صَدَقَ حِبِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ...... فَذَکَرَ مِثْلَہٗ (فتح الباری ٦ / ٣٧٠)

"مکہ میں ایک عورت تھی جو بہت ہنسی مذاق کرنے والی تھی وہ مدینہ آئی تو اپنے جیسی کے پاس مہمان ٹھہری ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا : "میرے پیارے محبوب نے سچ ہی کہا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ روحیں لشکر کی طرح جمع ہیں جن میں وہاں آشنائی ہو گئی ان کے درمیان دنیا میں الفت ہو جائے گی۔"

خصوصاً مسلمان آپس میں محبت و مودت کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر ازروئے شریعت پابند ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ ؟ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (مسلم)

"مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ تدبیر نہ بتاؤں جس کو اگر کرو تو آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں اور محبت سے پیش آئیں یہ ان کے ایمان اور اسلام کا مطالبہ ہے۔

اولاد کو والد سے محبت ہے کہ وہ ان کا محسن ہے، ماں سے پیار ہے کہ وہ ان کی مخلص ہمدرد ہے، والدین کو اولاد سے محبت ہے کہ وہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہے، خاوند کو بیوی سے محبت ہے کہ وہ اس کے لئے باعث سکون ہے، بیوی کو خاوند سے پیار ہے کہ وہ اس کی خلوتوں کا امین ہے۔

ہر ایک چاہتا ہے کہ ہماری محبتیں دائمی ہوں ان میں بقا ہو فنا نہ ہو، وصال ہو انقطاع نہ ہو مگر یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ جس طرح یہ دنیا اور کائنات فانی ہے اسی طرح اس کائنات کی ہر چیز فانی اور عارضی ہے۔

﴿کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ﴾ "جو کچھ زمین پر ہے سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔" لہذا یہ قرابتی تعلقات اور باہمی محبتیں بھی عارضی اور ناپائیدار ہیں۔

باقی کس کو کہا؟

﴿وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى﴾ ”اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقاوالی ہے۔“

جس طرح آخرت دنیا کی بہ نسبت بہت بہتر اور باقی ہے اسی طرح آخرت کو بہتر بنانے اور سنوارنے کے لئے ایمان واخلاص کے ساتھ جو عمل کیا جائے گا وہ بھی بہتر اور باقی (پائدار) ہوگا اس کو زوال اور فساد نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

اِنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً .... اہل بیت نے ایک بکری ذبح کی،

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا بَقِيَ مِنْهَا ...... اس میں سے کیا باقی رہا؟

قَالَتْ مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس میں سے باقی نہیں رہا مگر اس کا شانہ باقی ہے،

قَالَ بَقِيَ كُلُّهَا غَيْرَ كَتِفِهَا ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے شانے کے سوا سب باقی ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ باب فضل الصدقة)

یعنی وہی باقی ہے جو لوگوں کو ثواب کی نیت سے دی گئی اور جو کچھ گھر میں رہا فانی ہے۔

قرآن کریم نے بھی یہی وضاحت کی ہے:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ (سورة النحل: ٩٦)

”تمہارے پاس جو کچھ ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے باقی ہے۔“

جنت میں اہل وعیال کا ساتھ

ہر مسلمان اپنے اہل وعیال سے محبت و مودت کی بناء پر یہ خواہش رکھتا ہے کہ جس طرح ہم یہاں اکٹھے رہتے ہیں وہاں (جنت میں) بھی ہمیں ایک دوسرے کا ساتھ نصیب ہو، تو اس سلسلہ میں قرآن وحدیث سے ہمیں یہ بشارت موصول ہوئی ہے کہ ایمان واسلام کی بنیاد پر مسلمانوں کو ان کے ماں باپ اور اہل وعیال کا جنت میں ساتھ نصیب ہو گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَ ذُرِّيّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ﴾ (سورة الرعد: ۲۲،۲۳)

"ہمیشہ رہنے کے باغات، جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے جو بھی نیکوکار ہوں گے، ان کے پاس فرشتے ہر ہر دروازے سے آئیں گے، کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو، صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس دار آخرت کا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ ہمیشگی کے باغات میں جہاں یہ اعمال صالحہ سے متصف اہل ایمان داخل ہوں گے وہاں ان کے ساتھ ان کے اقرباء، اہل وعیال اور ماں باپ بھی ساتھ داخل ہوں گے اس طرح جنت میں ان کو جمع کر دیا جائے گا تاکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، جنت تو ویسے ہی مسرتوں اور خوشیوں کا گھر ہے اس طرح جنت میں ان کے اس اجتماع سے مزید ان کی خوشیاں دوبالا ہو جائیں گی۔

مذکورہ بالا آیت چونکہ ہمارے اختیار کردہ مضمون کی بنیاد ہے لہذا ہم اس آیت کی تشریح و تفسیر واقعات اور مزید دلائل کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

جنت عدن کا بیان

﴿جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا﴾: ”جہاں وہ داخل ہوں گے ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں۔“

عدن کے معنی قیام و قرار کے ہیں، مراد یہ ہے کہ ان جنتوں سے کسی وقت ان کو نکالا نہ جائے گا بلکہ ان میں انکا قرار و قیام دائمی ہوگا یعنی ہمیشہ رہنے والے باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ○ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡهَا حِوَلًا (سورہ کھف: ۱۰۷، ۱۰۸)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے یقیناً ان کے لئے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے، جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ نہ ہوگا۔“

جنت میں باپ کا ساتھ

﴿وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ﴾: ”اور ان کے باپ دادوں میں سے جو صالح ہوں گے۔“

جنت میں داخلہ ایمان اور صالحیت کی بناء پر ہوگا، لہذا جس کا باپ صالح اور ایمان دار نہ ہوگا چاہے وہ جلیل القدر نبی ہی کیوں نہ ہو، اس کا باپ جنت میں نہ جا سکے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَلْقَى اِبْرَاهِيمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَ غَبَرَةٌ

"ابراہیم علیہ السلام قیامت کے روز اپنے باپ آزر کو دیکھیں گے کہ ان کے چہرہ پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگی

اس وقت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے فرمائیں گے:

اَلَمْ اَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِىْ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ

"اباجی! کیا میں نے دنیا میں آپ کو نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟

اس وقت ان کے باپ کہیں گے بس اب کے بعد نافرمانی نہیں کروں گا

اب ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے حضور عرض کریں گے:

يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِىْ اَنْ لَا تُخْزِيَنِىْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَىُّ خِزْىٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِى الْاَبْعَدِ

"میرے اللہ! آپنے تو وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے قیامت کے روز ذلت و رسوائی سے بچالیں گے، اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہوگی کہ میرا باپ ذلیل ہوا جارہا ہے۔"

اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: **اِنِّىْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ**

"میں نے کافروں کے لئے جنت کو حرام کردیا ہے۔"

کہا جائے گا: **يَا اِبْرَاهِيمُ! اُنْظُرْ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ** (بخاری کتاب بدء الخلق)

"اے ابراہیم! اپنے قدموں کی طرف دیکھو، جب ابراہیم علیہ السلام اپنے قدموں میں دیکھیں گے تو آپ کا باپ گندگی میں لتھڑا ہوا بجو کی شکل بن چکا ہوگا، فرشتے اس کو ٹانگوں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے۔"

بیوی خاوند کے ساتھ جنت میں

وَاَزْوَاجِهِمْ ...... نیک بیویاں بھی اپنے خاوندوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی۔

خاوند اور بیوی کے درمیان جو الفت اور محبت ہوتی ہے، دنیا میں کسی بھی دو شخصوں کے درمیان نہیں ہوتی، مرد بیوی سے بے پناہ پیار کرتا ہے اور ایسے ہی بیوی شوہر سے۔ اور یہ ان کے درمیان محبت اور مودت دراصل قدرت الٰہی کی کرشمہ سازی سے تعلق رکھتی ہے اسی لئے قرآن مجید میں صاف لکھا ہوا ہے کہ:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ، اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (سورۃ الروم: ۲۱)

"اور اس (اللہ) کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون اور آرام پاؤ، اور اس نے تم دونوں کے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی، یقیناً اس نشانی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔"

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَنِسَاءً﴾ (سورۃ النساء: ۱)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلادیں۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

يَقُولُ تَعَالٰى اٰمِرًا خَلْقَهٗ بِتَقْوَاهُ ، وَهِيَ عِبَادَتُهٗ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ، مَنَبِّهًا لَهُمْ عَلٰى قُدْرَتِهِ الَّتِيْ خَلَقَهُمْ بِهَا مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ، وَهِيَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ(وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا) وَهِيَ حَوَّاءُ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعِهِ الاَيْسَرِ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ نَائِمٌ ، فَاسْتَيْقَظَ فَرَاٰهَا فَاَعْجَبَتْهٗ، فَاَنِسَ اِلَيْهَا وَاَنِسَتْ اِلَيْهِ

”اللہ تعالیٰ مخلوق کو اپنے تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں اور تقویٰ یہ ہے کہ اس کے لئے عبادت کی جائے کیونکہ اس کا کوئی شریک نہیں، پھر لوگوں کو اپنی اس قدرت کاملہ پر تنبیہ فرما رہے ہیں کہ جس کے ساتھ ان کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور وہ جان، حضرت آدم علیہ السلام ہیں ”اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا“ اور وہ حضرت حواء علیہا السلام ہیں وہ آدم علیہ السلام کی بائیں طرف کی پسلی کی پچھلی جانب سے پیدا ہوئیں، اس حال میں کہ وہ سوئے ہوئے تھے، بیدار ہوئے تو انہوں نے حضرت حواء کو دیکھا تو حیران ہوئے پھر طبیعت ایک دوسرے کی طرف مائل ہوگئی اور اُنس و محبت کے ساتھ رہنے لگے۔“

بہر کیف خاوند بیوی کا انس و پیار ایک مثالی چیز ہے رب تعالیٰ اس رشتہ محبت کو قائم و دائم رکھیں گے اور قیامت کے روز ایسے جوڑے کے لئے جنت میں داخلے کا خصوصی حکم صادر فرمائیں گے :

﴿**اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ**﴾ (سورۃ الزخرف : ۷۰)

”تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش (راضی خوشی) جنت میں چلے جاؤ۔“

ایک حدیث میں ہے کہ ”حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعریف ان الفاظ میں کی :

فَاِنَّھَا قَوَّامَۃ ، صَوَّامَۃ وَاِنَّھَا زَوجَتُكَ فِی الجَنَّۃِ (الاستیعاب)

"وہ بہت عبادت کرنے والی، روزے رکھنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ (بیوی) ہیں۔"

جن دنوں جنگ جمل کی ابتدا تھی، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں :

وَاللّٰہِ اِنَّھَا لَزَوجَۃُ نَبِیِّکُم صلی اللہ علیہ وسلم فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اِبتَلاَکُم لِیَعلَمَ اِیَّاہُ تُطِیعُونَ اَم ھِیَ (صحیح البخاری، کتاب الفتن)

"اللہ کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں آزمارہے ہیں تاکہ وہ جان لے کہ تم مرد کی اطاعت کرتے ہو یا عورت کی۔"

بیوی بھی تب اپنے خاوند کیساتھ جنت میں جائے گی کہ وہ مومنہ ہو گی ورنہ نبی کی بیوی بھی جنت میں ساتھ نہ جاسکے گی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :

﴿ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِینَ کَفَرُوا امرَاَتَ نُوحٍ وَامرَءَتَ لُوطٍ ، کَانَتَا تَحتَ عَبدَینِ مِن عِبَادِنَا صَالِحَینِ فَخَانَتَاھُمَا فَلَم یُغنِیَا عَنھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیئًا وَّ قِیلَ ادخُلاَ النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِینَ﴾ (سورۃ تحریم: ١٠)

"اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے نوح علیہ السلام کی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے، یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں پھر ان کی انہوں نے خیانت کی۔ پس وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں ان کے ذرا کام نہ آسکے اور حکم دیا گیا، دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ

بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تعریف ان الفاظ میں کی :

فَاِنَّهَا قَوَّامَةٌ ، صَوَّامَةٌ وَاِنَّهَا زَوجَتُكَ فِی الجَنَّةِ (الاستیعاب)

"وہ بہت عبادت کرنے والی ، روزے رکھنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی زوجہ (بیوی) ہیں۔"

جن دنوں جنگ جمل کی ابتدا تھی ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں :

وَاللّٰهِ اِنَّهَا لَزَوجَةُ نَبِيِّكُم صلی اللہ علیہ وسلم فِی الدُّنيَا وَالآخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی ابتَلاكُم لِيَعلَمَ اِيَّاهُ تُطِيعُونَ اَم هِیَ (صحیح البخاری ، کتاب الفتن)

"اللہ کی قسم ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں ، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں آزما رہے ہیں تاکہ وہ جان لے کہ تم مرد کی اطاعت کرتے ہو یا عورت کی۔"

بیوی بھی تب اپنے خاوند کیساتھ جنت میں جائے گی کہ وہ مومنہ ہو گی ورنہ نبی کی بیوی بھی جنت میں ساتھ نہ جاسکے گی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امرَاَتَ نُوحٍ وَّامرَءَ تَ لُوطٍ ، كَانَتَا تَحتَ عَبدَينِ مِن عِبَادِنَا صَالِحَينِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَم يُغنِيَا عَنهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيئًا وَّ قِيلَ ادخُلاَ النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ﴾ (سورة تحریم: ١٠)

"اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے نوح علیہ السلام کی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے ، یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں پھر ان کی انہوں نے خیانت کی۔ پس وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں ان کے ذرا کام نہ آسکے اور حکم دیا گیا ، دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ

برعکس ان کے دلوں میں نفاق اور کفر تھا، وہ اپنے خاوندوں کا مذاق اڑاتیں اور ان کا دل دکھایا کرتیں، چونکہ وہ کافر تھیں، ایمان کی نعمت سے محروم تھیں، لہذا ان کا نبیوں کی بیویاں ہونا بھی ان کے کچھ کام نہ آیا۔ ان کے خاوند اگرچہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور رفیع القدر نبی تھے مگر وہ اپنی بیویوں کو جہنم سے نہ بچا سکے۔ لہذا اے کفار مکہ! تم بھی جب تک کفر و شرک کو چھوڑ کر رب کی توحید اور نبی کی رسالت پر ایمان نہیں لے آتے اس وقت تک تمہیں کسی کی شفاعت قیامت کے روز کچھ فائدہ نہ دے گی۔

یہ جو فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں نے اپنے شوہروں کی خیانت کی اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے کفر اور نفاق اپنے دلوں میں چھپائے رکھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی آپ کو دیوانہ کہتی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی ساری ہمدردیاں آپ کے دشمنوں کے ساتھ وابستہ تھیں جب کبھی آپ کے ہاں کوئی مہمان آتا تو وہ انہیں اطلاع کر دیتی اور وہ بے غیرت، نفس پرست اپنی حیوانی خواہش کے اسیر حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان خانہ پر ہلّہ بول دیتے، بہر کیف خیانت سے مراد فحاشی اور بدکاری نہیں کیونکہ ہر نبی کی بیوی اس عیب سے ہمیشہ پاک ہوتی ہے۔

حضرت آسیہ علیہا السلام کی مثال

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (سورۃ التحریم:11)

"اور اسی طرح اللہ نے اہل ایمان کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال پیش

فرمائی جب کہ اس نے دعا مانگی اے میرے رب! بنادے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچالے مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔"

فرعون کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا یہ وہی رحم دل خاتون ہے جس نے بہتے دریا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق نکالا تھا اور اس کی پرورش کا اہتمام کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو یہ خاتون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر ایمان لے آئیں، فرعون کے مقابلہ میں ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف داری کرتی تھیں۔

فرعون کو جب اس بات کا پتہ چل گیا کہ آسیہ موسیٰ اور اس کے رب پر ایمان لاچکی ہے اور مجھے خدا تسلیم نہیں کرتی، تو اس نے حضرت آسیہ علیہا السلام پر ظلم و ستم کی انتہا کردی، اس ظالم نے آپ کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں اور چلچلاتی دھوپ میں پھینک دیا۔ اس سب کچھ کے باوجود حضرت آسیہ علیہا السلام کی استقامت اور پامردی کا یہ عالم تھا کہ وہ اس وقت بھی صبر و رضا کا پہاڑ بنی رہیں اور ادھر رب تعالیٰ نے ان کے لئے جنت کو منکشف کردیا جس کو دیکھ کر وہ مسکرانے لگیں، فرعون نے جب انہیں مسکراتے دیکھا تو اپنی خفت مٹانے کے لئے لوگوں سے کہنے لگا یہ تو پاگل اور دیوانی ہوگئی ہے، اس وقت اس اللہ کی نیک بندی نے رب تعالیٰ کے سامنے دامن پھیلا دیا اور کہا "یا اللہ میرے لئے اپنے پاس جنت میں محل تعمیر فرمادے، فرعون کے منحوس وجود اور اس کی بد اعمالیوں سے مجھے بچالے اور اس ظالم قوم کے شر سے بھی مجھے محفوظ رکھ جو اپنے خالق حقیقی سے منہ

موڑ کر ایک فانی انسان کو اپنا خدا سمجھے ہوئے ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ فرعونیوں نے یہ تجویز کیا کہ اوپر سے بہت بھاری پتھر ان کے سر پر ڈال دیا جائے، ابھی ڈالنے نہ پائے تھے کہ انہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی، پتھر بے جان جسم پر گرا۔

ان سب مثالوں سے رب تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ ایک مومن کا ایمان اس کے کسی کافر عزیز کے کچھ کام نہیں آسکتا اور اسی طرح کسی کافر کا کفر اس کے کسی مومن عزیز کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لہذا کسی مومن موحد کی بیوی یہ امید نہ رکھے کہ میرا شوہر اگر جنت میں گیا تو میں رب تعالیٰ کے ساتھ شرک و کفر کے باوجود اس کے ساتھ جنت میں چلی جاؤں گی اور اسی طرح کسی کافر فاجر کی مومنہ صالحہ بیوی یہ فکر نہ کرے کہ مجھے میرے شوہر کا کفر و نفاق نقصان پہنچائے گا اور میں جنت میں نہ جا سکوں گی، بلکہ ہر ایک مرد و عورت، خاوند، بیوی کو اپنے ایمان و عمل کی خود فکر کرنی چاہیے۔

نیک اولاد آباء کے ساتھ

وَذُرِّيَّاتِهِمْ ...... اور ان کی نیکوکار اولا بھی ان کے ساتھ جنت میں جائے گی۔

اسی چیز کو دوسرے مقام پر اس طرح واضح فرمایا:

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (سورۃ طور: ۲۱)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی

ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچادیں گے اور ان کے عمل سے کچھ کم نہ کریں گے۔"

ماں باپ ایمان اور عمل صالح کے اعتبار سے جنت میں اعلیٰ درجوں پر فائز ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی ایمان دار اولاد کے بھی درجے بلند کر کے ان کو ان کے باپوں کے ساتھ ملادے گا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کا تذکرہ بھی ہے کہ اولاد اگر جنت کے کم درجہ کی مستحق ہے اور ان کے والدین اعلیٰ درجے پر فائز ہیں تو اولاد کو والدین کے اونچے درجے میں پہنچادیا جائے گا نہ کہ والدین کو اولاد کے نچلے درجے میں لایا جائے گا، یعنی دونوں کے ملاپ کا یہ طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ اے کلاس والوں کو بی کلاس دے دی جائے۔ لیکن یہ بات چونکہ اللہ کے فضل واحسان کے زیادہ مناسب نہیں لہذا اللہ تعالیٰ بی کلاس والوں کو اے کلاس کے درجے میں پہنچائے گا۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وہ فضل واحسان جو والدین کے اعمال کی برکت سے اولاد پر ہوگا،اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ اولاد کی دعاء استغفار سے والدین کے درجات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: يَارَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ؟ فَيَقُوْلُ: بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ (مسند احمد ۲/ ۵۰۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ نیک آدمی کا جنت میں درجہ بلند فرماتے ہیں تو وہ اللہ سے اس کا سبب پوچھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیری اولاد کی تیرے لئے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔"

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ :

اِذَا مَاتَ ابنُ اٰدمَ انقطعَ عملُه، اِلاَّ مِنْ ثَلاَثٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلمٍ يُنْتَفعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ (مسلم)

"جب انسان مر جاتا ہے تو اسکے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین چیزوں کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ، دوسرا، وہ علم جس سے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں اور تیسری نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔"

قیامت کے روز اہل ایمان والدین کی اولاد جو بچپن میں فوت ہو گئی اپنے ماں باپ کو کھینچ کر جنت میں لے جائے گی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے کہا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے جس پر میں غمگین ہوں، کیا آپ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے جو ہمارے مردوں سے متعلق ہمارے دلوں کے لئے باعث مسرت ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ يَلْقٰى اَحَدُهُمْ اَبَاهُ فَيَأْخُذُ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهٖ فَلاَ يُفَارِقُهٗ حَتّٰى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (مسلم، احمد، مشکوٰۃ، باب البکاء علی المیت)

"مسلمانوں کے چھوٹے (فوت ہونے والے) بچے جنت میں ایسے جیسے پانی میں ہمیشہ رہنے والے جانور ہوتے ہیں ان میں سے جو کوئی اپنے ماں باپ کو جہاں کہیں دیکھ لے گا تو اس کے کپڑے کی ایک جانب کو پکڑے گا، اس سے جدا نہیں ہو گا، یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔"

عورتوں کے لئے خوشخبری

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ

ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا، آپ کی ساری حدیثیں تو مرد حضرات ہی لے گئے، آپ اپنی مرضی سے ہمارے لئے بھی ایک دن متعین فرمادیں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے ہمیں بھی بتائیں تو آپ نے فرمایا: "فلاں دن اس جگہ جمع ہو جانا" عورتیں جمع ہو گئیں تو آنحضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے علم سے ان کو بھی بتایا پھر فرمایا:

مَامِنكُنَّ امْرَءَ ةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَءَ ةٌ مِّنْهُنَّ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ ! اَوِثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ (بخاری، مشکوٰۃ)

"تم میں سے جس عورت نے بھی آگے بھیجے اپنے تین بچے تو اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ ہو گا، ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! اگر دو ہوں تو پھر؟ اس نے اپنا سوال دو مرتبہ دہرایا تو پھر آپ نے فرمایا، چاہے دو ہوں، دو ہوں۔"

حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آتا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہوتا، نبی اکرم ﷺ نے اس کو کہا **اَتُحِبُّهٗ** کیا تجھے اس سے محبت ہے؟ تو اس نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ ! اَحَبَّكَ اللهُ كَمَا اُحِبُّهٗ

"اے اللہ کے رسول! آپ سے اللہ محبت کرے جس طرح میں اس سے محبت کرتا ہوں"

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ اس کے بیٹے کو نہ دیکھا تو فرمایا کہ فلاں کے بیٹے کو کیا ہوا؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے اس کو کہا:

اَمَا تُحِبُّ اَنْ لاَّ تَأْتِیَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ اِلاَّ وَجَدْتَّهٗ یَنْتَظِرُكَ

"کیا تجھے یہ چیز پسند نہیں کہ تو جنت کے جس دروازے سے بھی آئے گا وہاں اس کو پائے گا وہ تیرے انتظار میں کھڑا ہو گا؟"

ایک آدمی نے عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَهٗ خَاصَّةٌ اَمْ لِكُلِّنَا**، اے اللہ کے محبوب! یہ اسی کے ساتھ خاص ہے یا سب کے لئے ہے؟ فرمایا: **بَلْ لِكُلِّكُمْ** بلکہ تم سب کے لئے ہے۔ (احمد، مشکوٰۃ)

پسرِ نوح کو ساتھ نہ ملا

ایمان اور عمل صالح کے بغیر تو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کو کشتی میں ان کا ساتھ نصیب نہ ہوا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں ان کے ساتھ چلا جائے؟ اسی لئے قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل ایمان اور دیگر حیوان کشتی نوح میں سوار تھے، کشتی ان کو لئے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اُٹھ رہی تھی، نوح علیہ السلام نے پکار کر کہا، بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہو جا، کافروں کے ساتھ نہ رہ، اس نے پلٹ کر جواب دیا: "میں ابھی پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا" حضرت نوح علیہ السلام نے کہا آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے۔" اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا:

﴿وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ﴾ (سورۃ ھود: ۴۵)

"نوح نے اپنے رب کو پکارا کہا اے میرے رب ! میرا بیٹا میرے گھر والوں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑا اور بہتر حاکم ہے یعنی تو نے وعدہ کیا تھا کہ میرے گھر والوں کو اس تباہی سے بچالے گا تو میرا بیٹا بھی تو میرے گھر والوں ہی میں سے ہے لہذا اسے بھی بچالے۔

﴿قَالَ يَانُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَالَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾ (سورة هود : ۴۶)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح ! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں، پس نہ سوال کیا کرو مجھ سے ، اس چیز کے متعلق جس کا تجھے علم نہ ہو، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نہ ہو جانا، نادانوں سے۔"

پسر نوح کا یہ قصہ بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اس کا انصاف کس قدر بے لاگ اور اس کا فیصلہ کیسا دوٹوک ہوتا ہے، مشرکین مکہ کو واضح کر دیا کہ تمہارا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے پر فخر کرنا تمہارے کچھ کام نہ آئے گا، یہود ونصاریٰ کو بھی سمجھا دیا کہ تمہارا یہ دعویٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاءُهُ (کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) بھی تمہیں رسالت محمدی کو اختیار کیے بغیر طفل تسلی ہی ثابت ہوگا بہت سے نام نہاد، غلط کار مسلمان جو اسی طرح کے بھروسوں پر تکیہ کیے ہوئے کہ ہم فلاں حضرت کی اولاد اور فلاں پیر کے دامن کو پکڑے ہوئے ہیں لہذا وہ ہمیں رب تعالیٰ کے انصاف سے بچالیں گے لیکن یہاں تو یہ منظر دکھایا جارہا ہے کہ ایک جلیل القدر نبی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہے اور تڑپ کر اپنے بیٹے کی معافی کے لئے سفارش کرتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ اس کے لئے

نجات اس لئے نہیں کہ اس کے عمل صالح نہیں۔

﴿وَالمَلائِكَةُ يَدخُلُونَ عَلَيهِم مِّن كُلِّ بَابٍ سَلاَمٌ عَلَيكُم بِمَا صَبَرتُم فَنِعمَ عُقبَى الدَّارِ﴾ (سورة الرعد : ٢٢)

"ملائکہ ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ "تم پر سلامتی ہے تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس کے مستحق ہوئے ہو، پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔"

اس کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ ملائکہ ہر طرف سے آآ کر ان کو سلام کریں گے، بلکہ یہ بھی ہے کہ ملائکہ ان کو اس بات کی خوشخبری دیں گے کہ اب تم ایسی جگہ آگئے ہو جہاں تمہارے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے اب یہاں تم ہر آفت سے ہر تکلیف سے، ہر مشقت سے، ہر خطرے اور ہر اندیشے سے محفوظ ہو، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

يُنَادِي مُنَادٍ اَنَّ لَكُم اَن تَصِحُّوا فَلاَ تَسقَمُوا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُم اَن تَحيَوا فَلاَ تَمُوتُوا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُم اَن تَشِبُّوا فَلاَ تَهرَمُوا اَبَدًا وَاَنَّ لَكُم اَن تَنعَمُوا فَلاَ تَبَاسُوا اَبَدًا (مسلم ، مشكوٰة باب صفة الجنة)

"ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ پڑو گے، اور اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے موت تم کو کبھی نہ آئے گی، اور اب تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بڑھاپا تم پر نہ آئے گا، اور اب تم ہمیشہ خوشحالی میں رہو گے کبھی تنگی نہ آئے گی۔"

صبر کی وجہ سے اونچا مرتبہ

بِمَا صَبَرْتُمْ ......بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا۔

یعنی باوجود اس کے کہ تمہارے ایمان واخلاص اور صالحیت میں تفاوت تھا اور اس بناء پر تمہارے درجات بھی علیحدہ علیحدہ تھے اس کے باوجود یہ رب تعالیٰ کا فضل واحسان ہی ہے کہ اس نے تم سب رشتہ داروں کو ایک ہی درجہ میں اعلیٰ مقام عطا فرمادیا اور یہ تمہارے صبر کا نتیجہ ہے جو کو تم نے اختیار کیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ اَوْ فِيْ مَالِهٖ اَوْ فِيْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ (مسند احمد ، ابوداؤد مشکوٰۃ باب عیادۃ المریض)

”بے شک وہ آدمی کہ جس کے لئے (جنت میں بلند) مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں طے ہو چکا ہو اور وہ آدمی اپنے عمل کے ساتھ تو اس حد تک پہنچ نہ سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم یا مال یا اولاد میں مصیبت ڈال کر آزماتا ہے پھر اس کو اس پر صبر سے نوازتا ہے ، یہاں تک کہ اس کو اس بلند مرتبہ تک پہنچادیتا ہے جو اس کے لئے اللہ کے ہاں پہلے لکھا جاچکا تھا۔“

رشتہ داروں کو جنت میں ایک دوسرے کی معیت اور ساتھ کا حاصل ہو جانا بڑی مسرت کی بات ہو گی کیونکہ یہ ہر ایک مسلمان کی دلی خواہش ہے ، لطف کی بات یہ ہے کہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے فرشتے بھی دعائیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں :

اہل وعیال کی معیت کیلئے فرشتوں کی دُعا

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورة المؤمن:٨)

"اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا، جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور انکے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی ان سب کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو غالب وباحکمت ہے۔

اس آیت میں اہل ایمان کے لئے دو عظیم خوشخبریاں ہیں، ایک تو یہ کہ فرشتے انکے لئے غائبانہ دعا کرتے ہیں، اور فرشتوں کی دُعا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کی جاتی ہے کیونکہ وہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کیلئے دُعا نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴾

"اور وہ (فرشتے) کسی کی سفارش نہیں کرسکتے مگر جس کے لئے وہ (اللہ تعالیٰ) پسند کرے اور وہ اس کے جلال سے ڈر رہے ہیں۔" (سورة الانبیاء: ٢٨)

دوسری یہ کہ اہل ایمان کے خاندان جنت میں اکھٹے ہو جائیں گے۔

اہل وعیال کو جہنم سے بچانے کا طریقہ

جب ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم اور ہمارے اہل وعیال ایک ساتھ جنت میں اکھٹے ہوں تو پھر ضروری ہے کہ ہم دین کے اہم فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتے ہوئے اپنے اہل وعیال اور قرابت داروں کو نیکی کی طرف دعوت دیں اور برائی سے ہر ممکن روکنے کی کوشش کریں اس طرح خود بھی جہنم

کی آگ سے بچیں اور ان کو بچائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (سورة تحريم: ٦)

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

اہل ایمان کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائیں لیکن ان کی ذمہ داری اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی عذاب دوزخ سے بچانے کی پوری کوشش کرنا ان پر لازم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا:

يَارَسُولَ اللهِ نَقِيْ أَنفُسَنَا فَكَيْفَ لَنَا بِأَهْلِيْنَا

"اے اللہ کے رسول! اپنے آپ کو تو دوزخ سے بچانے کا مفہوم سمجھ میں آگیا (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر ہم اپنے اہل وعیال کو کس طرح دوزخ سے بچا سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

تَنْهَوْنَهُمْ عَمَّا نَهَاكُمُ اللهُ وَتَأْمُرُوْنَهُمْ بِمَا أَمَرَ اللهُ

اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ:

مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ فَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِيْنَ

فَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا (ابوداؤد، ترمذی)

"جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ۔"

اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجیے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (سورة طٰه: ٣٢)

"اپنے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو، ہم تم سے رزق کا مطالبہ نہیں کرتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔"

اس آیت میں خطاب اگرچہ خاص ہے لیکن مراد سب مسلمان ہیں کہ ان کے لئے جس طرح نماز پڑھنا اور اس کی پابندی ضروری ہے اسی طرح ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عمل صالح کی اپنے اہل وعیال سے بھی پابندی کروائیں اور ان کو اس سلسلہ میں تاکید کریں۔

عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم سے نماز کے معاملہ میں سستی اور کوتاہی جو ہو جاتی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے اہل وعیال کی روزی کا بندوبست کرتے ہیں لہذا ہم معذور ہیں، ایسے لوگوں کا یہ کہہ کر منہ بند کر دیا کہ نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی میں اگر تم سے ان کی روزی میں کچھ کوتاہی ہو گئی تو ہم باز پرس نہیں فرمائیں گے اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ان کی روزی کے تم مالک نہیں، ہم جس طرح تمہیں دے رہے ہیں ان کو بھی ہم دے لیں گے، لہذا تمہیں ان کی روزی کی فکر سے

زیادہ ان کے نماز روزے کی زیادہ فکر کرنی چاہئے۔

لفظ اہل میں بیوی، اولاد اور متعلقین سبھی داخل ہیں جن سے انسان کا ماحول اور معاشرہ بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر جا کر آواز دیتے تھے: اَلصَّلَاۃَ اَلصَّلَاۃَ (قرطبی)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے:

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (مریم: ۵۵)

"وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھے۔"

حضرت اسماعیل اور داؤد علیہم السلام کی عادت

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

كَانَ لِدَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ يُوقِظُ فِيهَا اَهْلَهٗ يَقُولُ يَا اٰلَ دَاوٗدَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَاِنَّ هٰذِهٖ سَاعَةٌ يَسْتَجِيبُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيهَا الدُّعَاءَ اِلَّا لِسَاحِرٍ اَوْ عَشَّارٍ (احمد مشکوٰۃ، باب التحریض علی قیام اللیل)

"حضرت داؤد علیہ السلام رات کے بعض حصوں میں اپنے گھر والوں کو جگایا کرتے تھے، اور فرماتے، اے آلِ داؤد! اٹھو اور نماز پڑھو، اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سب دعائیں قبول فرماتا ہے، لیکن جادوگر اور چونگی والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ رات کو اللہ کی مشیت کے مطابق نماز پڑھتے رہتے : **حتّٰی اِذَا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ لِلصَّلَاۃِ یَقُوْلُ لَھُمُ الصَّلَاۃَ ثُمَّ یَتْلُوْا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ:**

﴿وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی﴾ (موطا ، مشکوۃ باب التحریض علی قیام اللیل)

"پھر رات کے آخر میں گھر والوں کو نماز کیلئے جگاتے اور کہتے اٹھو نماز پڑھو اور پھر سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۳۲ پڑھتے ۔"

بیوی کے منہ پر پانی کے چھینٹے

مسلمان آدمی کی بیوی جنت کی حور سے زیادہ فضیلت اسی لئے رکھتی ہے کہ وہ نماز، روزے اور دیگر عبادات میں مشغول رہ کر زندگی بسر کرتی ہے جب کہ جنت کی حوریں اس چیز کی مکلّف نہیں ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ حدیث میں ہے وہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا :

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نِسَاءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ اَمِ الْحُوْرُ الْعِیْنُ ؟ قَالَ بَلْ نِسَاءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ کَفَضْلِ الظِّھَارَۃِ عَلَی الْبِطَانَۃِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَبِمَ ذٰلِکَ؟ قَالَ بِصَلَاتِھِنَّ وَصِیَامِھِنَّ وَعِبَادَتِھِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی

(رواہ الطبرانی، حادی الارواح الی بلاد الافراح لابن القیم ١٦٤)

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! دُنیا کی عورتیں افضل (زیادہ فضیلت والی) ہوں گی یا جنت کی حور عین ؟ فرمایا : بلکہ دنیا کی عورتوں کو جنت کی حوروں پر اس طرح فضیلت ہے، جس طرح ابرہ کو استر پر فضیلت ہے ، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! کس بناء پر ؟ فرمایا : نماز، روزے اور ان کی دیگر عبادات کی وجہ سے۔"

رب تعالیٰ کے ہاں کتنی اچھی ہے وہ عورت کہ جو خود بھی عبادت کرتی ہے اور اپنے خاوند کو بھی اس کے لئے کہتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيقَظَ اِمْرأَتَهُ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِىْ وَجْهِهَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِى وَجْهِهِ الْمَاءَ(ابوداؤد ،نسائی ،مشکوۃ)

”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دے دے ،اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے تاکہ وہ نماز پڑھے ،اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے۔“

ایمان و عمل صالح کے سلسلہ میں معاون ایسی ہی نیک بیوی کو دنیا کا بہترین مال قرار دیا گیا ہے ، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (سورۃ التوبۃ:۳۴)

”یعنی جو سونا چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ،ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے۔“

ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ،بعض صحابہ نے عرض کیا ،یہ آیت تو سونا چاندی کے مال کے متعلق اتری ہے ” **لَوْ عَلِمْنَا اَىَّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ** “کاش ہمیں معلوم ہو جائے کہ کون سا مال بہتر ہے ہم اسے جمع

کررکھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب ذکر اللہ)

"بہترین مال یہ ہے: اللہ کا ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل، اور مسلمان بیوی جو خاوند کے ایمان پر اس کی مدد کرے۔"

بیوی کی شکایت، خاوند کی وضاحت

وہ کیسا اچھا اور پاکیزہ ماحول اور معاشرہ تھا کہ جس کا ہر فرد ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دیتا تھا، ہمیں تو کتب حدیث کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات خاوند اگر نماز کے معاملہ میں غفلت کا شکار ہوتا ہے تو بیوی اس پر دربار رسالت میں شکایت کرنے کے لئے پہنچ جاتی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اس حال میں کہ ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا:

زَوْجِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّيْتُ

"جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا خاوند مجھے مارتا ہے۔"

وَيُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ: اور جب روزہ رکھتی ہوں تو افطار کروادیتا ہے۔

وَلَا يُصَلِّی الْفَجْرَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

"اور وہ فجر کی نماز نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے۔"

راوی کہتا ہے کہ اس عورت کے خاوند صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ بھی اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس موجود تھے تو آپ نے صفوان سے پوچھا کہ یہ تمہاری بیوی

کیا کہہ رہی ہے ؟ تو انہوں نے وضاحت کی : **يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِي اِذَا صَلَّيْتُ فَاِنَّهَا تَقْرَءُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا**

”اے اللہ کے رسول ! یہ جو کہتی ہے کہ مجھے مارتا ہے جب میں نماز پڑھتی ہوں تو دراصل بات یہ ہے کہ یہ قرأت میں دو سورتیں پڑھتی ہے حالانکہ میں نے اس کو اس سے منع کیا ہے۔“ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

لَوْكَانَتْ سُوْرَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ

اگر سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سورت پڑھی جائے تو لوگوں کیلئے کافی ہے یا آپکے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ سورت فاتحہ ہی صرف ہوتی تو یہی لوگوں کو کفایت کر جاتی ہے لہذا اگر تو اس کے ساتھ ہی قرأت کر لے تو بھی کافی ہے۔

اور دوسرا اس کا یہ کہنا کہ افطار کروا دیتا ہے جب میں روزہ رکھتی ہوں تو دراصل بات یہ ہے کہ :

فَاِنَّهَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا اَصْبِرُ

”یہ روزے رکھتی چلی جاتی ہے اور میں نوجوان آدمی ہوں لہذا صبر نہیں کر سکتا۔“

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

لَا تَصُوْمُ امْرَاَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا

”کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔“

تیسرا اس کا یہ کہنا کہ نماز نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ :

فَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لَانَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

"ہم لوگ رات کو کام کرتے ہیں اور ہم کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ سورج نکلنے کے وقت بیدار ہوتے ہیں۔"

تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاِذَا اسۡتَيۡقَظۡتَ يَاصَفۡوَانُ فَصَلِّ

"اے صفوان! جب تو بیدار ہو تو اسی وقت نماز پڑھ لیا کر۔"

(ابوداؤد ، ابن ماجہ ، مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

اِجتماع

المُتَحَابِّيْنَ فِي الْجَنَّةِ

آپس میں محبت کرنیوالوں کا جنت میں اجتماع

جنت میں احباب کا ساتھ

گذشتہ مجلس میں ہم قرآن وسنت اور اسلامی واقعات کی روشنی میں یہ چیز واضح کر چکے ہیں کہ ایمان وصالحیت کی بنیاد پر اہل وعیال اور اقرباء جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے اس طرح ان کی دنیا میں باہمی محبتیں اور مسرتیں دائمی اور لازوال ثابت ہوں گی۔اب ہم چاہتے ہیں کہ اس پہلو سے بھی وضاحت ہو جائے کہ ایمان وتقویٰ کی بنیاد پر رضائے الٰہی کے حصول کے لئے جو کسی سے محبت کی جاتی ہے وہ بھی باعث اجر وثواب اور لازوال ثابت ہو گی اور ایسے اہل محبت قیامت کے روز نہ صرف جنت میں داخل ہو کر اعلیٰ مقام اور درجات حاصل کریں گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہاں ان کے اجتماع اور باہمی ملاقات کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی اہتمام اور انتظام ہو گا۔

آج اکثر باہمی محبتیں اور تعلقات دنیوی اغراض ،مال ومنال، حسن وجمال اور خواہش پرستی پر مبنی ہیں یہ محبتیں عارضی ،فانی ہونے کے ساتھ ساتھ حزن وملال، حسرت ویاس اور خزیان وخسران کا باعث بنتی ہیں قیامت کے روز ایسے قسم کے لوگ ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے ،ان کی دنیوی محبت باہمی عداوت میں بدل جائے گی، مگر اہل ایمان وتقویٰ کی باہمی محبت چونکہ رضائے الہی کے حصول کی بنیاد پر ہوتی ہے لہذا ان کی یہ محبت والفت برقرار رہے گی۔اسی حقیقت کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے :

﴿اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ﴾ (زخرف : ٦٧)

"اس دن گہرے دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔"

اس آیت نے یہ بات کھول کر بتادی کہ یہ دوستانہ تعلقات اور محبتیں جن پر انسان دنیا میں ناز کرتا ہے اور جن کی خاطر حلال و حرام ایک کرڈالتا ہے قیامت کے روز نہ صرف یہ کچھ کام نہ آئیں گی بلکہ عداوت میں تبدیل ہو جائیں گی چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم کی روایت سے نقل کیا ہے کہ :

خِلِیْلَانِ مُومِنَانِ ، وَخلِیْلَانِ کَافِرَانِ

دو دوست مؤمن تھے اور دو کافر

فَتُوُفِّیَ اَحَدُ الْمُؤْمِنَیْنِ وَبُشِّرَ بِالْجَنَّۃِ فَذَکَرَ خَلِیْلَہٗ

"مؤمن دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوا اور اسے جنت کی خوشخبری سنائی گی تو اسے اپنا دوست یاد آیا۔"

فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانًا خَلِیْلِیْ کَانَ یَأْمُرُنِیْ بِطَاعَتِكَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِكَ وَیَأْمُرُنِی بِالْخَیْرِ وَیَنْھَانِیْ عَنِ الشَّرِّ وَیُنَبِّئُنِیْ اَنّی مُلَاقِیْكَ اَللّٰھُمَّ فَلَا تُضِلَّہٗ بَعْدِیْ حَتّٰی تُرِیَہٗ مِثْلَ مَا اَرَیْتَنِیْ وَتَرْضٰی عَنْہُ کَمَا رَضِیْتَ عَنِّیْ

"اس نے دعا کی کہ یا اللہ! میرا فلاں دوست مجھے آپکی اور آپ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تاکید کرتا، وہ مجھے بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا تھا اور مجھے یہ بھی یاد دلاتا رہتا تھا کہ مجھے ایک دن آپ کے پاس حاضر ہونا ہے، لہذا یا اللہ! اس کو میرے بعد گمراہ نہ کیجئے گا، تا کہ وہ بھی (جنت کے) وہ مناظر دیکھ سکے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں، اور آپ جس طرح مجھ سے راضی ہوئے ہیں اسی طرح اس سے

بھی راضی ہو جائیں۔ اس دعا کے جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ :

اِذهَبْ فَلَوْ تَعْلَمُ مَالَهٗ عِنْدِیْ لَضَحِکْتَ کَثِیْرًا وَبَکَیْتَ قَلِیْلاً

"جاؤ! اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں نے تمہارے اس دوست کے لئے کیا اجر و ثواب رکھا ہے تو تم روؤ کم اور ہنسو زیادہ۔"

ثُمَّ یَمُوْتُ الآخَرُ فَتَجْتَمِعُ اَرْوَاحُهُمَا

"اس کے بعد جب دوسرے دوست کی وفات ہو چکے گی تو دونوں کی ارواح جمع ہوں گی۔"

باری تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ : **لِیُثْنِ اَحَدُکُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ**

"تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے کی تعریف کرے۔"

توان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں یہ کہے گا کہ :

نِعْمَ الاَخُ ، وَنِعْمَ الصَّاحِبُ وَنِعْمَ الْخَلِیْلُ

"وہ بہترین بھائی، بہترین ساتھی اور بہترین دوست ہے۔"

وَاِذَا مَاتَ اَحَدُ الْکَافِرِیْنِ وَبُشِّرِ بِالنَّارِ ذَکَرَ خَلِیْلَهٗ

"(اس کے بر خلاف) جب دو کافر دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہو گا اور اسے بتایا جائے گا کہ اس کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اسے بھی اپنا دوست یاد آئے گا ،اس وقت وہ یہ دعا کرے گا۔"

اَللّٰهُمَّ اِنَّ خَلِیْلِی فُلاَنًا کَانَ یَاْمُرُنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ وَمَعْصِیَةِ رَسُوْلِكَ وَیَأْمُرُنِیْ بِالشَّرِّ وَیَنْهَانِیْ عَنِ الْخَیْرِ وَیُخْبِرُنِیْ اَنِّی غَیْرُ مُلاَقِیْكَ اَللّٰهُمَّ فَلاَ تَهْدِهٖ بَعْدِی حَتّٰی تُرِیَهٗ مِثْلَ مَا اَرَیْتَنِیْ وَتَسْخَطُ عَلَیْهِ کَمَا سَخِطْتَّ عَلَیَّ

”یااللہ! میرا فلاں دوست مجھے آپ کی اور آپ کے رسول کی نافرمانی کرنے کا حکم دیتا تھا اور مجھے برائی کی تاکید کرتا اور بھلائی سے روکتا تھا اور مجھ سے کہا کرتا تھا کہ میں کبھی آپ کے حضور حاضر نہ ہوں گا، لہذا یااللہ! اس کو میرے بعد ہدایت نہ دیجئے گا، تاکہ وہ بھی دوزخ کے وہ مناظر دیکھے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں اور آپ جس طرح مجھ سے ناراض ہوئے ہیں، اسی طرح اس سے بھی ناراض ہوں۔“

فَيَمُوْتُ الْكَافِرُ الآخَرُ فَيُجْمَعُ بَيْنَ اَرْوَاحِهِمَا

”اس کے بعد دوسرے کافر (دوست) کا بھی انتقال ہو جائے گا تو دونوں کی روحیں جمع کی جائیں گی۔“

اور ان سے کہا جائے گا کہ:

لِيُثْنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنكُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ

”تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی تعریف کرے“

تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں کہے گا:

بِئْسَ الاَخُ وَبِئْسَ الصَّاحِبُ وَبِئْسَ الْخَلِيْلُ

”یہ بدترین بھائی، بدترین ساتھی اور بدترین دوست ہے۔“ (ابن کثیر ۷/ ۲۲۴)

معلوم ہوا کہ کسی بھی دو مسلمان دوستوں کی آپس کی باہمی محبت قائم ودائم رہے گی، عالم برزخ میں بھی اور عالم حشر ونشر میں بھی، اس کے برعکس جو دوستی اور محبت ایمان واسلام کے بغیر ہو گی یا ایک طرف تو آدمی مسلمان ہے اور دوسری طرف اس کا دوست وہ ہے جو آخرت کا ہی منکر ہے تو ان کی دوستی قائم نہ رہے گی اس صورت میں مؤمن تو جنت میں ہو گا اور اس کا دوست جہنم میں۔ اس

بات کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ :

﴿فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ﴾ (سورہ صافات : ۵۰)

”جنتی ایک دوسرے کی طرف رُخ کرکے پوچھیں گے۔“

مطلب یہ ہے کہ جنتی جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے دنیا کے واقعات یاد کریں گے اور ایک دوسرے کو سنائیں گے۔

﴿قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ﴾ (الصافات :۵۱)

”ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ساتھی تھا۔“

﴿يَقُوْلُ ءَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ﴾ (الصافات :۵۲)

”جو مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو قیامت کے آنے کا یقین کرنے والوں میں سے ہے۔ ؟“

یعنی وہ بعث بعد الموت اور قیام قیامت کے نظریہ کا میرے سامنے ان الفاظ کے ساتھ استہزاء اور مذاق اڑاتا اور مزید برآں یہ بھی کہتا کہ :

﴿ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ﴾ (الصافات :۵۳)

”کیا جب کہ ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا اس وقت ہم جزا دیئے جانے والے ہیں۔ ؟“

﴿قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ﴾ (الصافات :۵۴)

”وہ کہے گا کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو ؟“

یعنی وہ جنتی اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ ذرا جہنم میں جھانک کر دیکھیں، شاید وہ ایسی باتیں کرنے والا مجھے وہاں نظر آجائے تو میں

تمہیں بتلاؤں کہ یہ شخص ہے جو میرے ساتھ یہ باتیں کرتا تھا۔

﴿فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ﴾ (الصافات: ۵۵)

”جھانکتے ہی اسے بیچوں بیچ جہنم میں (جلتا ہوا) دیکھے گا۔“

﴿قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ، وَلَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ﴾ (الصافات: ۵۶،۵۷)

”کہے گا واللہ! قریب تھا کہ تو مجھے (بھی) برباد کردے، اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر کئے جانے والوں میں ہوتا۔“

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے متعدد تابعین سے اس شخص کی تعیین کے لئے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو آدمی کاروبار میں شریک تھے ،ان کو آٹھ ہزار دینار کی آمدنی ہوئی، اور دونوں نے چار چار ہزار دینار آپس میں بانٹ لئے، ایک شریک نے رقم میں سے ایک ہزار خرچ کر کے ایک زمین خریدی دوسرا ساتھی بہت نیک تھا، اس نے یہ دعا کی کہ ”یا اللہ! فلاں شخص نے ایک ہزار دینار میں ایک زمین خریدی ہے، میں آپ سے ایک ہزار دینار کے عوض جنت میں زمین خریدتا ہوں“ اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کردیا، پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک گھر بنوایا، تو اس شخص نے کہا ”یا اللہ! فلاں شخص نے ایک ہزار دینار میں ایک گھر تعمیر کیا ہے، میں ایک ہزار دینار میں آپ سے جنت کا ایک گھر خریدتا ہوں“ یہ کہہ کر اس نے مزید ایک ہزار دینار صدقہ کردیئے اس کے بعد اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کی اور اس پر ایک ہزار دینار خرچ کردیئے تو اس نے کہا ”یا اللہ! فلاں نے ایک عورت سے شادی

کر کے اس پر ایک ہزار دینار خرچ کر دیئے، اور میں جنت کی عورتوں میں نکاح کا پیغام دیتا ہوں اور یہ ایک ہزار نذر کرتا ہوں" یہ کہہ کر وہ ایک ہزار بھی صدقہ کر دیئے، پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار میں کچھ غلام اور سامان خریدا تو اس نے پھر ایک ہزار صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کے عوض جنت کے غلام اور جنت کا سامان طلب کیا۔

اس کے بعد اتفاق سے اس مؤمن بندے کو کوئی شدید حاجت پیش آئی، اسے خیال ہوا کہ میں اپنے سابق شریک کے پاس جاؤں، تو شاید وہ نیکی کا ارادہ کرے، چنانچہ اس نے اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت کا ذکر کیا، ساتھی نے پوچھا، تمہارا مال کیا ہوا؟ اس کے جواب میں اس نے پورا قصہ سنادیا، اس پر اس نے حیران ہو کر کہا کہ "کیا واقعی تم اس بات کو سچا سمجھتے ہو کہ ہم جب مر کر خاک ہو جائیں گے تو ہمیں دوسری زندگی ملے گی، اور وہاں ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ جاؤ! میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا" اسکے بعد دونوں کا انتقال ہو گیا مذکورہ آیات میں جنتی سے مراد وہ بندہ ہے جس نے آخرت کی خاطر اپنا سارا مال صدقہ کر دیا تھا اور اس کا جہنمی ملاقاتی وہی شریک کاروبار ہے جس نے آخرت کی تصدیق کرنے پر اس کا مذاق اڑایا تھا۔ (تفسیر الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ ۵/ ۱۶۵)

بہر کیف اس سے مراد خواہ کوئی ہو یہاں اس واقعہ کو ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ کسی شخص کو اس کے مؤمن دوست کا ایمان قیامت کے روز جنت میں ساتھ لے جانے کے سلسلہ میں کچھ فائدہ نہ دے گا، بلکہ ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے ایسا آدمی جہنم میں جائے گا اور اس کا مؤمن دوست جنت میں۔

دوستی میں احتیاط

کسی سے محبت اور دوستی قائم کرنے سے پہلے احتیاط سے اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس کو دوست بنایا جارہا ہے وہ اپنے فسق وفجور کے ساتھ تجھے بھی ملوث کرے اور اس طرح تجھے بھی اپنے ساتھ جہنم کی راہ پر لگالے، کیونکہ برے دوست کی صحبت میں بیٹھنے سے جو تباہی آسکتی ہے اس کا صحیح اندازہ تو آخرت میں ہی ہوگا لیکن اس وقت تباہی سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا، لہذا دوستیاں اور تعلقات خوب دیکھ بھال کر قائم کرنی چاہئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ

"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس ہر ایک آدمی دیکھ بھال کر اپنا دوست بنائے۔" (ابوداؤد، ترمذی)

صالح اور نیک ساتھی کی صحبت سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور برے ساتھی کی صحبت سے جو نقصان انسان اٹھاتا ہے اس کو مندرجہ ذیل حدیث میں بڑی بہترین مثال کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَجَلِیْسِ السُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا مُنْتِنَةً (بخاری، مسلم)

"نیک اور برے ساتھی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کستوری رکھنے والا ہے اور بھٹی جھونکنے والا ہے، پس کستوری رکھنے والا یا تو تجھے کستوری کا عطیہ دے گا یا تو اس سے خرید کرلے گا اور یا (کم از کم) تو اس سے خوشبو ہی پائے گا اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا وگرنہ کم از کم اس سے تو بدبو ہی پائے گا۔"

اس سلسلہ میں مزید نبوی نصیحت ملاحظہ فرمائیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاَ تُصَاحِبْ اِلاَّ مُؤمِنًا وَلاَ يَأكُلُ طَعَامَكَ اِلاَّ تَقِيٌّ

"صرف مؤمن کے ساتھ مصاحبت رکھو، اور تیرا کھانا صرف پرہیزگار آدمی کھائے۔" (ابوداؤد، ترمذی)

دو دوست رب کے سائے تلے

وہ سات آدمی جن کو رب تعالیٰ قیامت کے دن اپنے خصوصی سائے میں جگہ عطا فرمائے گا ان میں وہ دو آدمی بھی ہیں کہ جن کی محبت لوجہ اللہ یعنی رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِیْ ظِلِّهِ يَوْمَ لاَ ظِلَّ اِلاَّ ظِلُّهُ اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِی اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَءَةٌ ذَاتُ حُسْنٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَاتُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا

فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (متفق علیه ، رياض الصالحين باب فضل الحب فی الله)

"سات انسانوں کو اللہ اپنے سائے میں جگہ عنایت فرمائے گا، جس دن اللہ کے سایہ کے علاوہ دوسرا سایہ نہ ہوگا ان میں سے ایک عادل حکمران ہے اور وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں محو رہا اور وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ وابستہ رہا، اور وہ دو انسان جن کی آپس میں محبت اللہ کے لئے ہے اسی پر دونوں جمع ہوئے اور اسی پر ایک دوسرے سے الگ ہوئے اور وہ آدمی جس کو حسن وجمال والی عورت نے (گناہ) کی دعوت دی تو اس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس نے صدقہ کیا اور اس کو اتنا مخفی رکھا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو سکا جو اسکے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا اور وہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا تو اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔"

ظاہر ہے کہ ایسے دو دوستوں کی لوجہ اللہ محبت ان کے لئے رب تعالیٰ کے سائے تلے جمع ہونے کا سبب ہے تو جنت میں بھی ان کو ایک دوسرنے کے ساتھ مل بیٹھنے کے مواقع ضرور میسر ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیِ الْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (مسلم)

"بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کے پیش نظر آپس میں محبت کرتے تھے ؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ عطا کروں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا

آپ فرمارہے تھے :

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَّنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ (ترمذی)

”اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں، میرے جلال کے پیش نظر جو لوگ آپس میں محبت کرتے ہیں، (قیامت کے دن) ان کے لئے نور کے منبر ہوں گے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔“

حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا۔

فَاِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا : تو وہاں ایک نوجوان تھا جس کے دانت چمک دار تھے اور لوگ اس کے اردگرد جمع تھے، جب وہ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو اس کی رائے معلوم کرکے اس پر عمل کرتے، میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو مجھے جواب دیا گیا کہ یہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں، جب دوسرا دن ہوا تو میں وہاں جلدی پہنچا لیکن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے۔

وَوَجَدْتُهٗ يُصَلِّيْ : اور میں نے دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہے تھے، چنانچہ میں نے ان کا انتظار کیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں سامنے سے ان کے پاس آیا اور سلام کہا پھر میں نے کہا :

وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ : اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

فَقَالَ : آللّٰهِ ؟ فَقُلْتُ اَللّٰهِ فَقَالَ : آللّٰهِ ؟ فَقُلْتُ اَللّٰهِ

”انہوں نے کہا اللہ کی قسم؟ میں نے کہا اللہ کی قسم، انہوں نے کہا اللہ کی قسم؟ تو میں نے کہا اللہ کی قسم۔“

توانہوں نے مجھے چادر کے کنارے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور کہا :

اَبشِرُ فَاِنِّیُ سَمِعُتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ : وَجَبَتْ مُحَبَّتِیُ لِلُمُتَجَالِسِیُنَ فِیَّ وَالُمُتَزَاوِرِیُنَ فِیَّ وَالُمُتَبَاذِلِیُنَ فِیَّ

"خوش ہو جاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت ان لوگوں کے ساتھ واجب ہو گئی جو میری خوشنودی کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں اور میری رضا کے لئے آپس میں بیٹھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کو آتے جاتے ہیں اور میرے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔" (مؤطا امام مالك ، رياض الصالحين)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اَنَّ رَجُلاً زَارَ اَخَالَہٗ فِیُ قَرُیَۃٍ اُخُریٰ فَاَرُصَدَاللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَدُرَجَتِہٖ مَلَکًا فَلَمَّا اَتٰی عَلَیُہِ قَالَ : اَیُنَ تُرِیُدُ ؟ قَالَ اُرِیُدُ اَخًا لِیُ فِیُ ھٰذِہِ الُقَرُیَۃِ

"ایک آدمی نے اپنے بھائی کی زیارت کے لئے جو دوسری بستی میں رہتا تھا، ارادہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کا تعین کیا جب وہ فرشتہ کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا کہ تو کدھر جانا چاہتا ہے ؟ اس نے کہا اس بستی میں اپنے بھائی کی ملاقات کرنا چاہتا ہوں ۔"

فرشتے نے کہا : **ھَلُ لَکَ عَلَیُہِ مِنُ نِعُمَۃٍ تَرُبُّھَا عَلَیُہِ ؟**

"کیا تیرا اس پر کچھ احسان ہے کہ تو اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہے ؟"

اس نے کہا : **لاَ غَیرَ، اَنِّیُ اَحُبَبُتُہٗ فِی اللّٰہِ تَعَالٰی**

"نہیں ! صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ کے واسطے اس سے محبت کرتا ہوں۔"

فرشتے نے کہا: **فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ** (صحیح مسلم)

"میں تیرے پاس اللہ کا پیغام لیکر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تو اللہ کے واسطے اس سے محبت کرتا ہے۔"

جنت میں امام الانبیاء ﷺ کا ساتھ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری، مسلم)

"یارسول اللہ! اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ابھی تک ان سے ملا نہیں ہے (یعنی ان جیسا عمل نہیں کرسکا ہے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھتا ہے۔"

اسی وجہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:

اِنِّی اُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَاُحِبُّ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، وَاَرْجُوْا اَنْ یَبْعَثَنِیَ اللّٰہُ مَعَھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ کَعَمَلِھِمْ

(صحیح البخاری، فضائل الصحابۃ، ومسلم، کتاب البر)

"بے شک میں اللہ کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت ہے لہذا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے ساتھ اٹھائے گا، اگرچہ میں نے ان جیسے عمل نہیں کیے۔"

اس حدیث اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جذبہ اور شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے

اگر آج ہم انبیاء، شہداء، اولیاء صلحاء کے ساتھ محبت رکھتے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ ہمیں ان محبوبانِ خدا کا ساتھ ضرور نصیب ہوگا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ بھی میسر ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت تو ہمارے ایمان کا حصہ ہے بلکہ اصل ایمان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! مَتَی السَّاعَةُ ...... "قیامت کب ہوگی؟"

تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: **وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا**

"افسوس تجھ پر، تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے۔؟"

اس نے کہا: **مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَوْمٍ وَلاَ صَلاَةٍ وَلاَ صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ**

"میں نے اس کیلئے نہ زیادہ روزے (نفلی) نہ زیادہ نماز (نفلی) نہ زیادہ صدقہ تیار کیا ہے البتہ میں اللہ اور اسکے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ**

"تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: **فَمَا رَاَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ بَعْدَ الاِسْلاَمِ فَرَحَهُمْ بِهٰذَا** (بخاری، مسلم)

"مسلمانوں (یعنی صحابہ کرامؓ) کو اسلام لانے کے بعد میں نے کبھی اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ اس ارشاد نبوی کو سُن کر خوش ہوئے۔"

اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہئے کہ اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کے بغیر خالی محبت مصطفیٰ کا دعویٰ ہی کافی ہے بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حسبِ استطاعت

عبادت خداوندی اور اتباع سنت نبوی کے ساتھ محبت نبوی جنت میں دخول کا ذریعہ بنے گی، اسی لئے ایک حدیث میں اس چیز کی صاف صراحت اس طرح موجود ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ

"جس شخص نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔" (مشکوٰۃ، ترمذی)

اسی چیز کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا﴾

"اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اسکے رسول کی تو وہ ان لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔" (سورۂ نساء: ۶۹)

اس آیت کا یہ شانِ نزول بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی (حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے:

وَهُوَ مَحْزُوْنٌ...... اور پریشان حال تھے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَالِیْ اَرَاكَ مَحْزُوْنًا...... کیابات ہے میں تجھے پریشان دیکھ رہاہوں۔؟

تو صحابی نے عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ لَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَهْلِیْ وَاَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ وَّلَدِیْ وَاِنِّیْ لَاَكُوْنُ فِی الْبَیْتِ فَاَذْكُرُكَ فَمَا اَصْبِرُ حَتّٰی اٰتِیَكَ فَاَنْظُرُ اِلَیْكَ**

"یارسول اللہ ﷺ! بے شک آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے میرے اہل وعیال سے بھی زیادہ پیارے ہیں میں جب گھر میں ہوتا

ہوں، آپکو یاد کرتا ہوں تو جب تک میں آپکی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کا دیدار نہیں کرلیتا مجھے صبر نہیں آتا۔"

وَاِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِيْ وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ اَنَّكَ اِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيْتُ اَنْ لَّا اَرَاكَ

"اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں تو آپ نبیوں کے ساتھ بلند مرتبہ اور درجہ پائیں گے اور میں اگر جنت میں داخل ہوا تو مجھے یہ اندیشہ (ستائے جارہا) ہے کہ آپ کا وہاں دیدار نہ کرسکوں گا۔"

فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا

حضور ﷺ یہ ماجرا سُن کر خاموش ہوگئے اور اس کو کوئی جواب نہ دیا۔

فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ﴾ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَشَّرَهُ

"اتنے میں جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر آگئے تو نبی اکرم ﷺ نے صحابی کو یہ خوشخبری سنائی (کہ اطاعت گزاروں کو جنت میں جُدائی کا صدمہ نہیں پہنچایا جائے گا، ان کو محبوب رب العالمین کا وقتاً فوقتاً دیدار اور معیت نصیب ہوگی) (ابن کثیر ۲/۳۱۰)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ نَهَارِيْ فَاِذَا كَانَ اللَّيْلُ اَوَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبِتُّ عِنْدَهُ فَلَا اَزَالُ اَسْمَعُهُ يَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ رَبِّيْ حَتّٰى اَمَلَّ اَوْ تَغْلِبَنِيْ عَيْنِيْ فَاَنَامُ

"میں دن بھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت کرتا پھر جب رات آتی تو حضور

ﷺ کے پاس پہنچ جاتا اور وہیں رات کو رہتا تو برابر میں نبی ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ سنتا: **سُبحَانَ اللهِ ! سُبحَانَ اللهِ ،سُبحَانَ رَبِّی**

یہاں تک کہ سنتے سنتے اکتا جاتا اور میری آنکھ لگ جاتی، تو ایک دن آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **یَارَبِیعَةُ : سَلْنِی فَأُعْطِیَكَ** "اے ربیعہ، تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔" تو میں نے عرض کیا: **اَنظِرنِی حَتّٰی اَنظُرَ** "مجھے مہلت دیجئے تاکہ میں غور کرلوں کہ مجھے کیا مانگنا چاہئے۔" **وَتذکَّرتُ اَنَّ الدُّنیَا فَانِیَةٌ مُنقَطِعَةٌ** "چنانچہ مجھے خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے، ختم ہو جانے والی ہے۔"

تو اس کے بارے میں کیا مانگوں لہذا میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا:

یَا رَسُولَ اللهِ ! اَسَألُكَ اَن تَدعُوَ اللهَ اَن یُّنَجِّیَنِی مِنَ النَّارِ وَیُدخِلَنِی الجَنَّةَ

"اے اللہ کے رسول! ﷺ میری درخواست آپ سے یہ ہے کہ آپ میرے لئے اس بات کی دعا فرمائیں کہ اللہ قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت میں داخل کرے۔"

فَسَکَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : مَن اَمَرَكَ بِهٰذَا

"نبی ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟"

میں نے عرض کیا: **مَا اَمَرَنِی بِهِ اَحَدٌ وَلٰکِنِّی عَلِمتُ اَنَّ الدُّنیَا مُنقَطِعَةٌ فَانِیَةٌ وَاَنتَ مِنَ اللهِ بِالمَکَانِ الَّذِی اَنتَ مِنهُ فَاَحبَبتُ اَن تَدعُوَ اللهَ لِی**

"مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی بلکہ مجھے خود ہی خیال ہوا کہ یہ دنیا تو فانی ہے اور ختم ہونے والی ہے اس لئے ایسی چیز کیوں مانگی جائے اور میں جانتا ہوں کہ

آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب بندے ہیں اس لئے میں نے پسند کیا کہ آخرت کی نجات کا مسئلہ آپ کے سامنے رکھوں اور آپ دعا فرمائیں۔"

توحضور ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ فَاعِلٌ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ

میں ضرور تمہارے لئے دعا کروں گا، توتم نمازوں کی کثرت کے ساتھ میری مدد کرو۔ (ترغیب بحواله طبرانی)

امام مسلم رحمہ اللہ نے جو الفاظ نقل کئے ہیں ان میں حضرت ربیعہ کی خواہش کا اس طرح ذکر ہے:

اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ (مشكوٰة باب السجود و فضله)

"میں آپ سے جنت میں آپ کی مرافقت (ساتھ) کا سوال کرتا ہوں۔"

جنت کے بازار میں ساتھ کا سوال

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، توحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اَسْأَلُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْمَعَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ فِیْ سُوْقِ الْجَنَّةِ

"میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تجھے جنت کے بازار میں جمع (اکٹھا) کرے۔"

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: **اَفِیْهَا سُوْقٌ** "کیا بہشت میں بازار ہیں؟"

قَالَ نَعَمْ ، اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِیْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں! مجھے خبر دی رسول اللہ ﷺ نے کہ

جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے عملوں کی زیادتی کے مطابق اتریں گے یعنی ہر ایک کا مقام اس کے درجے کے لائق ہو گا، پھر ان کو دنیا کے دنوں سے جمعہ کے دن کے آنے کی مقدار کے ساتھ اجازت دی جایا کرے گی۔"

فَيَزُوْرُوْنَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُلَهُمْ عَرْشَهٗ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

"پس وہ اپنے رب تعالیٰ کی زیارت کیا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنا عرش ظاہر کرے گا اور وہ خود بھی ان کے سامنے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ظاہر ہو گا۔"

ان جنتیوں کے لئے رکھے جائیں گے منبر نور کے، منبر موتیوں کے منبر یاقوت کے، منبر زمرد کے، منبر سونے کے، منبر چاندی کے، ان کا ادنیٰ بھی کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا، وہ یہ خیال نہیں کریں گے کہ کرسی اور منبر پر بیٹھنے والے ان سے نشست گاہ کے لحاظ سے افضل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلْ نَرٰى رَبَّنَا...... کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟

آپ نے فرمایا: ہاں! کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں کچھ شک وشبہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں، فرمایا:

كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارُوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ

"اسی طرح تم اپنے رب تعالیٰ کے دیکھنے میں شک نہیں کرو گے۔"

اس مجلس میں ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اپنے سامنے حاضر کر کے بلاواسطہ اس کے ساتھ کلام کرے گا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے یاد ہے کہ تو نے ایک دن ایسا اور ایسا کہا؟ اللہ تعالیٰ اس کو

اس کی بعض عہد شکنیاں یاد کرائے گا، تو بندہ عرض کرے گا:

یَارَبِّ اَفَلَمْ تَغْفِرْ لِیْ ...... اے میرے پروردگار! کیا آپ نے میرے گناہ بخش نہیں دیئے؟

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: **بَلٰی فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِیْ بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ**

"کیوں نہیں تو میری مغفرت (بخشش) کی وسعت کی وجہ سے ہی اپنی اس منزل (مرتبہ) تک پہنچا ہے۔"

جنتی اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک ان کے اوپر سے ایک بدلی ان کو ڈھانک لے گی، وہ بدلی ان پر خوشبو برسائے گی، اس خوشبو جیسی کبھی انہوں نے محسوس نہ کی ہوگی، اور ہمارا رب تعالیٰ فرمائے گا: " اٹھو ان چیزوں کی طرف جو میں نے تمہاری عزت افزائی کے لئے تیار کر رکھی ہیں، پس جو چاہو لے لو!"

فَنَاْتِیْ سُوْقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ

"پس ہم ایک بازار میں آئیں گے، جس کو فرشتوں نے گھیرا ہوگا۔"

اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان جیسی ہماری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور کانوں نے نہ سنی ہوں گی اور دلوں میں ان کا تصور نہ گزرا ہوگا، ہمیں وہ چیزیں پیش کی جائیں گی جن کو ہم ہمیشہ پسند کریں گے، اس میں کوئی چیز بیچی اور خریدی نہیں جارہی ہوگی۔ (بلکہ ہر چیز مفت میں ملے گی)

وَفِیْ ذٰلِكَ السُّوْقِ یَلْقٰی اَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

"اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کررہے ہوں گے"

پس ایک آدمی اونچے مرتبہ والا متوجہ ہوگا اور اپنے سے کمتر مرتبہ والا سے ملے گا، حالانکہ کوئی بھی ان میں کم مرتبہ والا نہ ہوگا (یعنی سب اپنی اپنی جگہ رفیع وعالی ہوں گے اگرچہ بعض کی بہ نسبت بعض کم مرتبہ والے ہوں) کم مرتبہ والے کو اس کا لباس بڑا عمدہ لگے گا، اس کی اس سے بات ابھی ختم نہ ہوگی، کہ اس کم

مرتبہ والے کو متصور ہوگا کہ میرا لباس اس سے بہتر اور خوبصورت ہے۔

وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لاَ يَنۡبَغِىۡ لِاَحَدٍ اَنۡ يَّحۡزَنَ فِيۡهَا

"اور یہ اس لئے ہوگا کہ کسی کیلئے مناسب نہیں کہ بہشت میں رہ کر غمگین ہو"

ثُمَّ نَنۡصَرِفُ اِلٰى مَنَازِلِنَا ...... پھر ہم واپس اپنے مکانوں میں آئیں گے۔

فَيَتَلَقَّانَا اَزۡوَاجُنَا...... ہماری بیویاں ہمارا استقبال کریں گی اور کہیں گی:

مَرۡحَبًا وَاَهۡلاً لَقَدۡ جِئۡتَ وَاِنَّ بِكَ مِنَ الۡجَمَالِ اَفۡضَلَ مِمَّا فَارَقۡتَنَا عَلَيۡهِ

"خوش آمدید، آپ اس حالت میں آئے ہیں کہ آپ کے ساتھ جمال اور خوبصورتی اس حالت میں بہتر اور زیادہ ہے جس پر آپ ہم سے جدا ہو کر گئے تھے۔"

تو ہم کہیں گے: **اِنَّا جَالَسۡنَا الۡيَوۡمَ رَبَّنَا الۡجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا اَنۡ نَّنۡقَلِبَ بِمِثۡلِ مَا انۡقَلَبۡنَا** (ترمذی، ابن ماجه، مشکوة باب صفة الجنة)

"دراصل آج ہم نے اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کی، اور ہمیں یہی لائق تھا کہ اس طرح واپس آئیں کہ جس طرح (خوبصورتی کے ساتھ) واپس آئے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی رحمت اور فضل کے ساتھ ہم سب مسلمان بھائیوں کو جہنم سے بچائے اور جنت میں جگہ عطا فرمائے، ہر ایک کو اس کے اقرباء اہل و عیال کے ساتھ جنت کی خوشیاں نصیب فرمائے، اہل اسلام دوست واحباب کی محبتیں قائم و دائم رکھے اور جنت کے باغوں اور بازاروں میں اپنی زیارت اور ملاقات سے مشرف فرمائے۔ آمین یارب العالمین